www.KitaboSunnat.com



مقالات

محمد طاہر شیخ

## اسلامی معاشرہ میں

# ذرائع اَبلاغ کا کردار

انسانی فطرت ہے کہ اپنے خیالات و محسوسات کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور خود دوسروں کے حالات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ باخبر رہنا انسان کی بنیادی خواہش ہے۔ چنانچہ نسل انسانی کی ابتدا سے ہی "ابلاغ" کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ابلاغ کے لغوی معنی "پہنچانا" کے ہیں اصطلاحاً "ابلاغ" سے مراد دوسروں سے بات چیت، ان پر اپنا مطلب واضح کرنے اور اپنے خیالات و تصورات دوسروں تک پہنچانا ہے۔ انسان نے ابلاغ کے عمل کو موثر بنانے کے لئے تہذیب کے مختلف اودار میں ابلاغ کے مختلف ذرائع استعمال کئے ہیں۔ زمانے کی ترقی کے ساتھ ابلاغ کے طریقوں اور ذریعوں میں بھی تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ انسان کی معاشرتی ضروریات نے ابلاغ کے طریقوں اور ابلاغ کے ذریعوں پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ دوسری طرف نئے نئے ذرائع ابلاغ کی ایجادات نے معاشرے کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی سے دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ کہ ہم ہزاروں میل دور بیٹھے واقعات کے وقوع پذیر ہوتے ہی مطلع ہو جاتے ہیں۔

ابلاغ کے اثرات دنیا کے ہر معاشرہ کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اور اقوام عالم کی ثقافتی، تہذیبی، مذہبی اور سیاسی ترقی کا دارومدار ہی موثر ابلاغ کا مرہون منت ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں ہر تہذیب اور معاشرہ میں معلومات اور اطلاعات کی روایات اور پالیسیاں بہت اہم رہی ہیں۔ قدیم یونانی جمہورتیوں اور سلطنت روم کی ابلاغ کی اپنی روایات اور طریقے تھے۔ اشوک اعظم کا اطلاعات کا اپنا طریقہ تھا۔ ہٹلر کے زمانے میں جرمنی میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فسطائی نظریئے کے تحت پروپیگنڈے کی مخصوص طرز اپنائی گئی تو مغربی جمہوریت اور روسی اشتراکیت نے اپنا اپنا نظریہ ابلاغ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے بھی اپنا "ابلاغی نظریہ" پیش کیا ہے۔ اسلام میں ابلاغ عام کی اہمیت ابتداء ہی سے بہت زیادہ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام اور سردار انبیاء نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت تک اپنے پیغام کے "ابلاغ" کے لئے ہی مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے "اے رسول۔ پہنچا دیجئے جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اگر آپ نے ایسے نہ کیا تو یہ رسالت کے نامکمل ہونے کے مترادف ہے" چنانچہ دین اسلام کو بطور ایک ضابطہ حیات متعارف کروانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے پیغام کو تمام لوگوں تک اس طرح پہنچایا کہ وہ نہ صرف لوگوں کے لئے قابل قبول ہوا بلکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے رسم و رواج اور طور طریقوں کو چھوڑ کر ایک نئے اور انقلابی نظریئے کے قائل ہو گئے۔ یہ عظیم کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "موثر ابلاغ" کا ہی نتیجہ ہے۔

اسلام اپنی فطرت اور اصولوں کے لحاظ سے کلیت پسند نظریات کا حامل ہے۔ یعنی ضابطہ حیات کے تحت انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس نظریہ کے تحت نہ آتا ہو۔ انسان کی تمام معاشی، معاشرتی، سیاسی اور مذہبی سرگرمیاں اس ضابطے کے مطابق ہونی چاہئیں۔ ایسی صورت میں "صحافت" جس کا مقصد ہی رائے عامہ کو ہموار کرنا، اس کی تشکیل کرنا اور رائے عامہ کی ترجمانی و عکاسی کرنا ہے۔ تو صحافت اسلامی ضابطہ حیات کے تحت ایک اہم فریضہ بن جاتی ہے۔

جب صحافت کا مقصد رائے عامہ کی تشکیل اور ترجمانی ہو تو پھر اسلامی نظریئے کے مطابق صحافت کو ایسی رائے عامہ تشکیل دینے کا فریضہ سرانجام دینا ہو گا جو اسلام کے ضابطہ حیات سے متصادم نہ ہو۔ گویا صحافت کو رائے عامہ کی تشکیل اس طرح کرنا ہو گی کہ جس سے خیر اور صداقت کو فروغ حاصل ہو چنانچہ اسلامی معاشرہ میں ایسی صحافت پر پابندی ہو گی جس سے بے راہ روی، بے حیائی اور فواحش و منکرات پھیلیں۔ قرآن مجید نے ایسے عناصر کی مذمت کی ہے اور انہیں عذاب جہنم کی خبر دی ہے جو معاشرہ میں فحاشی و عریانی کے کاموں کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(سورہ نور)

یعنی ان لوگوں کے لئے جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے دنیا اور آخرت میں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دردناک عذاب ہے۔

دنیا میں ہر قوم کا ایک مخصوص فلسفہ حیات ہے جس کے تابع رہ کر وہ اپنی زندگی گزارتی ہے۔ کیونکہ اپنے مخصوص فلسفہ حیات کی ترویج و اشاعت سے ہی کوئی قوم اپنے لئے مطلوبہ آئیڈیل معاشرہ تشکیل دے سکتی ہے۔ چنانچہ اپنے فلسفہ حیات کی اخلاقی تعمیری اقدار کو پروان چڑھانا ہر قوم کا نصب العین ہوتا ہے اور کوئی بھی معاشرہ ذرائع ابلاغ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے قومی مقاصد کے خلاف کام کریں، یا ایسی سرگرمیاں اپنائیں جو قومی فلسفہ حیات کی اخلاقی اقدار کے احیاء میں رکاوٹ بنیں۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ میں یہ پابندی کسی طرح بھی آزادی اظہار پر قدغن نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر و ترقی، تشکیل اور فلاح کی ضامن ہے۔

اسلامی معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ لوگوں کو صحیح معلومات بہم پہنچائیں۔ لوگوں کی تعلیم اسلامی ابلاغی نظریئے کا طرہ امتیاز ہے۔ بھلائی کو پھیلانے، شر کو ختم کرنے اور تمام انسانوں کی برابری اور مساوات کا درس عظیم ہے۔ سچی اور حق بات کے کہنے کو جہاد قرار دیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَفْضَلُ الجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

"یعنی جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے" اس لئے حق اور سچ بات کو بغیر کسی ڈر، خوف یا لالچ کے کھلے عام کہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ لیکن یہاں اسلامی نظریہ ابلاغ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو انسان جو کچھ کہتا ہے اس پر خود عمل کے ذریعے دوسروں کو عملاً نمونہ بھی دکھا رہا ہو۔ یعنی اسلام میں قول و فعل کے تضاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن نے کہا ہے کہ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُوا۟ مَا لَا تَفْعَلُونَ

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بیزار ہے جو قول و فعل کے تضاد میں مبتلا ہیں"

اسلامی نظریہ ابلاغ میں اطلاع اور ذریعے کی ساکھ، ثقاہت یا CREADIBILITY کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کے آغاز پر لوگوں سے اپنے صادق و امین ہونے کی گواہی لی تھی۔ قرآن نے ذریعہ اور اطلاع کی ساکھ کو



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پرکھنے کا حکم دیا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ أَن تُصِيبُوا۟ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ

"یعنی اے ایمان والو! اگر کوئی سابق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیماں ہونا پڑے"

تجربات بتاتے ہیں کہ اکثر نزاعات اور مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اختلاف و تفریق کے اس سرچشم کو بند کرنے کی تعلیم دی یعنی کسی خبر کو یونہی بلا تحقیق قبول نہ کرو۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تحقیق و تلاش' بردباری اور دوربینی خدا کی طرف سے ہے' عجلت اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے چنانچہ غلط خبر کو عام کرنے پر پابندی لگا دی گئی اس لئے آپ نے فرمایا کہ

كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

"کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی خبر کو بغیر تصدیق کئے آگے بیان کر دے" اس لئے اسلام کے نظریہ ابلاغ میں صرف "سچ" کی اشاعت کی اجازت ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ۔

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ

کہ ہمارے اوپر "پیغام صریح" کا پہنچانا فرض ہے یعنی اطلاع دینا کافی نہیں ہے بلکہ درست اور واضح اطلاع دینا ضروری ہے۔ تاکہ غلط اطلاعات سے لوگ گمراہ نہ ہوں اسی لئے قرآن نے کہا کہ۔

وَلَا تَلْبِسُوا۟ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَـٰطِلِ وَتَكْتُمُوا۟ ٱلْحَقَّ

اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور نہ ہی حق کو چھپاؤ

اسلام کا ابلاغی نظریہ انسانوں کو باہمی بدگمانی اور بد ظنی سے منع کرتا ہے۔ لوگوں کے ذاتی معاملات میں کرید' ٹوہ اور تجسس پر پابندی لگا کر دوسرے انسانوں کی زندگی میں زہر گھولنے سے روک دیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اے ایمان والو! اکثر بدگمانی سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔" گویا ہمیں نیک گمان اور حسن ظن رکھنے اور بھلے لوگوں کی شان میں کوئی برائی کا حکم بے تحقیق ہرگز نہ نکالنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ دل میں اگر شیطانی وسوسہ پیدا ہو تو زبان سے نہ نکالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اللہ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے درگزر فرمایا ہے جب تک زبان سے نہ کہیں یا عمل میں نہ لائیں" اس لئے کسی شخص، ادارہ یا حکمران کے خلاف کوئی بے بنیاد بات، الزام یا تہمت پھیلانا حرام ہے اور اگر پھیلائی جائے تو دنیوی سزا یعنی حد بھی لگے گی اور اخروی سزا یعنی عذاب جہنم بھی ہو گا۔ لیکن کسی شخص، ادارہ یا حکمران کی ایسی غلطی یا جرم جس کے نتائج کے اثرات دوسرے انسانوں پر یا پوری قوم پر پڑ رہے ہوں اور جس سے معاشرتی بگاڑ کا اندیشہ ہو، اس پر خاموش رہنا بھی جرم ہے چنانچہ اس کا عیاں کرنا اور پھیلا دینا ہی حق گوئی و بے باکی اور جہاد شمار ہو گا۔

پاکستان کے لئے ابلاغ عام کی اہمیت دوسرے ممالک کے مقابلے میں اس لئے زیادہ ہے کہ پاکستان کی تخلیق ایک نظریہ کو راہنما بنا کر رائے عامہ کی بدولت ہوئی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ رائے عامہ کی تشکیل اور الگ وطن کے لئے رائے عامہ کی ہمواری کے سلسلہ میں صحافت نے تاریخی کردار ادا کیا تھا۔ جس سے پاکستان کی منزل قریب تر ہو گئی تھی۔ تاہم پاکستان کے وجود میں آ جانے کے بعد آزاد قوم کی حیثیت سے قومی مقاصد کے حصول کے لئے سیاسی تنظیمیں اور ذرائع ابلاغ کو جس معیار اور جس انداز کا ابلاغ عوام سے کرنا چاہئے تھا وہ نہ ہو سکا ہے۔ نتیجتاً یہ ملک بہت سی سیاسی اور معاشرتی برائیوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔

برصغیر میں صحافت کی ابتداء کا جائزہ لیں تو صحافت ایک مشن، ایک جذبے اور ایک انقلابی سوچ کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اس میدان میں ایسی شخصیات نے خدمات سرانجام دیں جو اپنے کردار کے لحاظ سے مثالی حیثیت کی حامل تھیں۔ ان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خاں، مولانا محمد علی جوہر، آغا شورش اور حمید نظامی ایسی بلندپایہ، نادر روزگار شخصیات نمایاں ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ان حضرات نے ذاتی آرام و سکون اور مفادات کو نظر انداز کرتے ہوئے قومی و ملی مفادات کا تحفظ بے پناہ مصائب و آلام اٹھا کر کیا۔ انہوں نے صحافت کو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔

صحافت کی ان اعلیٰ مشنری اقدار نے اس وقت کروٹ لی جب صحافت مشن کی بجائے صنعت کا درجہ اختیار کر گئی۔ ستم یہ ہوا کہ صحافت کے کاروبار بن جانے سے مشن کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے مالی منفعت کو ہی مقصد قرار دے دیا گیا حالانکہ صحافت کے کاروبار بن



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جانے سے نظریہ اور جدوجہد کی کشمکش بھی زندہ رہنی چاہئے تھی۔ اور تجارت کو ثانوی درج پر ضمناً آنا چاہئے تھا۔ افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور صحافتی ضابطہ اخلاق صرف کتابی آئیڈیالوجی کی حیثیت اختیار کر گیا۔

یہ درست ہے کہ آج بھی ایسے حق گوئی و بے باکی کے پیکر صحافی موجود ہیں جو قلم کی حکومت پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اور ضمیر کی آواز حق سے کسی لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ہر وقت "سچ" اور "حق" کو عام کرنے میں کوشاں ہیں۔ لیکن دوسری طرف اس بات سے بھی انکار ناممکن ہے کہ صحافت برادری میں ایک "استحصالی طبقہ" بھی موجود ہے جس نے مصلحت بینی اختیار کرتے ہوئے حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ صحافت کی طاقت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر لوگوں کو بلیک میل کرنے میں مصروف ہے۔ یہ لوگ سچائی کے سوداگر اور جھوٹ کے امام ہیں۔ یہ انہی کا کیا دھرا ہے کہ صحافت نے وہ رنگینی و دلکشی اختیار کی کہ قوم کے مزاج کو ہی بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس سے جہاں اطلاعات اور خبر کی "CREADIBILITY" یا صداقت سے اعتماد اٹھ گیا ہے وہاں زرد صحافت اور فحاشی و عریانی نے بھی اپنے گل کھلائے ہیں۔ ٹی وی اور این ٹی ایم پر عشق و محبت پر مبنی فلمیں اور ڈرامے ریڈیو پر ہر وقت گیتوں کی صدائیں اور اخبارات میں انگڑائیاں لیتی ہوئی عورتوں کی رنگین تصاویر آج ہماری صحافت کی پہچان ہیں۔

کیا موجودہ صورت حال ہمارے لئے تشویش کا باعث نہیں ہے؟ کہ وہ ذرائع جن کی بدولت ہم قومی کردار کی تعمیر کر سکتے تھے۔ جن ذرائع سے ہم تعلیم عام کر کے جہالت اور ناخواندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ جن ذرائع کے ذریعے ہم قوم کو سیاسی جمہوری شعور و آگہی بخش سکتے تھے، جن ذرائع سے ہم بلاشبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عظیم فریضہ سرانجام دے سکتے تھے آج وہی ذرائع بحیثیت مجموعی معاشرہ کے اسلامی تشخص کو مسخ کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ سنسنی، بے چینی اور افراتفری پھیلائی جا رہی ہے۔ چنانچہ یہ کہنا زیادتی نہ ہو گی کہ آج ہمارے ذرائع ابلاغ غیر ذمہ دارانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔

سرکاری تحویل میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ خصوصاً الیکٹرانک میڈیا نے ہمیشہ برسر اقتدار حکومت کی پالیسیوں کو ہی آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے یہ ذرائع بڑی حد تک عوامی اعتماد کا درجہ کھو چکے ہیں۔ جبکہ نجی شعبہ کے تحت کام کرنے والے ذرائع یعنی اخبارات نے صنعت کا درجہ پا کر باہمی مقابلے و مسابقے کی دوڑ میں اعلیٰ صحافتی اخلاقی اقدار کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ آج صحافت کے قبلہ کو صحیح سمت دی جائے، اس شعبہ میں موجود ایسی کالی بھیڑوں کو نکال باہر کیا جائے، جنہوں نے ذاتی مفادات کی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خاطر قومی مفادات کو داؤ پہ لگا رکھا ہے۔ آج صحافت کو اسلام کے ابلاغی نظریہ کے زریں اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم پھر سے اپنی اس حقیقی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائیں جس کا تعین ہم نے تحریک پاکستان کے وقت کیا تھا اور جس منزل کو پا لینے کے لئے ہمارے اباؤ اجداد نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں۔

آج بھی ذرائع ابلاغ اپنا موثر کردار ادا کر کے صوبائی عصبیت اور لسانی و علاقائی تعصب کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ صوبوں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں اور چاروں صوبوں کے عوام کو اخوت و بھائی چارے کی لڑی میں پرویا جا سکتا ہے۔ اس تلخ حقیقت سے انکار کیسے ممکن ہے کہ سقوط مشرقی پاکستان کا سب سے بڑا سبب آپس میں رابطے کی کمی کے باعث ذہنی ہم آہنگی کا نہ ہونا تھا۔ آج بھی حالات کا تقاضا ہے کہ چاروں صوبوں کے عوام کے درمیان ذرائع ابلاغ مضبوط رابطے کا کام دیں۔ چاروں صوبوں کی ثقافت، رہن سہن اور حالات سے ایک دوسرے کو روشناس کروایا جائے تاکہ کسی بد اندیش دشمن کو ہماری صفوں میں رخنہ ڈالنے کی جسارت نہ ہو۔ گویا ملکی سلامتی کے تحفظ کے لئے ذرائع ابلاغ انتہائی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

آج جہاں یہی ذرائع ابلاغ قوم میں بے چینی۔ تشدد اور مار دھاڑ کی سیاست کو جنم دے رہے ہیں اور لادینیت ان کے رگ و پے میں نفوذ کر چکی ہے۔ اور اسلامی نظامہائے حیات سے نفرت ان کے اشاروں، کنایوں سے ہویدا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کو سیاسی انارکی سے نکال کر تعمیری و فلاحی تربیت پر توجہ دی جائے۔ قوم میں اسلامی نظریات کو پختہ کیا جائے اور ان کی فکری تربیت کے لئے معقول انتظام و انصرام ہو تو یہی ذرائع قوم کے لئے مفید اور ان کے لئے سکھ اور چین کی آماجگاہ بن سکتے ہے اور انہی کے ذریعے ہی پاکستان میں نفاذ اسلام کو عملی شکل دینا ممکن ہے۔

---



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ